بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱
مسجد میں قتل جب شہِ خیبر شکن ہوئے زینت دہِ سریرِ امامت حسنؑ ہوئے
سبطِ رسولؐ جب کہ امامِ زمن ہوئے ممنون فیضِ عام سے سب مردوزن ہوئے
چرچا تھا خوبیوں کا فلک سے زمیں تلک
خلقِ حسنؑ کا شور تھا عرشِ بریں تلک

۲
حلّالِ مشکلاتِ امیر و فقیر تھے اور شاہِ لافتیٰ کے معظّم وزیر تھے
قائم مقامِ سرورِ گردوں سریر تھے کیا گوہرِ نسب میں عدیم النظیر تھے
نانا رسولؐ بادشہِ مشرقین سا
بازو اگر دیا تو خدانے حسینؑ سا

۳
لکھتا ہے یوں بحار میں راویٔ خوش کلام اک دن سوار جاتے تھے شاہِ ذُوالاحترام
خدّام تھے سواری میں سرگرمِ اہتمام جھکتے تھے صف بہ صف پئے تسلیم خاص و عام
تھی روشنی زیاد تجلیٔ طور سے
رستے بھرے تھے نورِ الٰہی کے نور سے

ناگاہ آیا سامنے اک مردِ خیرہ سر　۴　اور جانبِ امام درشتی سے کی نظر
منہ سے کلامِ سخت کہے اس نے بیشتر　ترکِ ادب سے لاؤں اسے کس زبان پر
سمجھا نہ رتبۂ شہِ عالی مقام کو
دشنام دی امام علیہ السلام کو

جب کرچکا وہ بے ادبانہ یہ سب کلام　۵　حضرت نے اس کا دیکھ کے منہ روک لی لگام
اور مسکرا کے آپ نے کی سبقتِ کلام　فرمایا کیوں ہے غیظ میں اے مرد نیک نام
شاید اسیرِ دامِ بلاؤ محن ہے تو
مجھ کو گماں یہ ہے کہ غریب الوطن ہے تو

مجھ سے سوال کر کہ میں حاجت روا کروں　۶　اور دردِ مفلسی ہو تو اس کی دوا کروں
گر تو مریض ہے تو شفا کی دعا کروں　مقروض گر تو ہووے تو اس کو ادا کروں
تنہا ہے گر تو آ کے مرا غم گسار ہو
پیدل ہے گر تو گھوڑے پہ میرے سوار ہو

گر عازمِ سفر ہے تو لے مجھ سے زادِ راہ　۷　بھاگا ہے گر کہیں سے تو لے آ کے یاں پناہ
بھوکا ہے گر تو سیر ہو اے بندۂ الٰہ　عریاں ہے گر تو لے یہ مرا جامہ و کلاہ
اہل کرم ہیں لال جناب ِ امیرؑ کے
مہمان چند روز ہو گھر میں فقیر کے

حاضر رہوں گا میں تری خدمت میں روز و شب　۸　ہرگز کسی طرح کا نہ ہوگا تجھے تعب
مہماں کو دوست رکھتے ہیں یاں خاصگانِ رب　دے گا حسینؑ تجھ کو زر و مال بے طلب
ہم آلِ مصطفیٰؐ ہیں یہ سب گھر رحیم ہے
مجھ سے زیادہ میرا برادر کریم ہے

سن کر کلامِ بادشہِ آسماں سریر ۹ کانپا مثالِ بید سرا پا وہ مردِ پیر
بے اختیار رو کے پکارا کہ اے قدیر تیرا کوئی عدیل نہ اس کا کوئی نظیر
شیرِ خدا وصیؑ نبیؐ لاکلام ہے
حقّا کہ تو امام ہے ابنِ امام ہے

حیدرؑ سے بغض تھا مجھے اور آپ سے عناد ۱۰ مانندِ روح و جسم ہوا آج اتحاد
دل سے تمام محو ہوئے باطنی فساد اب بخشیے خطا کو یہی ہے مری مراد
تعزیر دیجے تیغِ دو پیکر نکالئے
تقصیر وار ہوں میں زباں کاٹ ڈالئے

چھاتی لگاکے کہنے لگا وہ خدا کا نور ۱۱ بیتاب کس لئے ہے ترا کچھ نہیں قصور
ایمان لایا تو مرے دل کو ہوا سرور نزدیک تو بہشت سے ہے اور سقر سے دور
آلِ نبیؐ کی تجھ سے محبت زیاد ہو
تجھ سے حسنؑ خوشی ہے، خدا تجھ سے شاد ہو

کیا پرورش تھی بندے پر اس حکم کے نثار ۱۲ ایسا گناہگار ہوا دم میں رستگار
مولا کا حلم و فیض ہے عالم پہ آشکار ہے رحم بے حساب تو بخشش ہے بے شمار
پیدا ہوئے تھے یہ عوضِ خاک نور سے
رحمت سے دل بھرا تھا، تنِ پاک نور سے

ہمّت کو نامِ پاک کی نسبت سے تھا شرف ۱۳ لعل و گہر سے بھر دیئے تھے سائلوں کے کف
پھرتے تھے کوچہ ہائے مدینہ میں جس طرف ہوجاتے تھے فقیر غنی دم میں صف بہ صف
انبارِ نان دوش پہ اپنے اٹھاتے تھے
بھوکوں کو جاکے راتوں کو کھانا کھلاتے تھے

۱۴
اسمؔا تھی ایک زوجۂ شہزادۂ زماں
اخبارِ صادقین سے ہوتا ہے یہ عیاں
کہتے تھے لوگ اس کا بتا دیجئے نشاں
اس کی طرف سے رہتے تھے مولا جو بدگماں
فرماتے تھے گریز نہیں ہے ممات سے
قطعِ حیات ہے شدنی اس کی بات سے

۱۵
شہد و رطب میں زہر دیا اس نے تین بار
آخر ہوا وہ کہتے تھے جو شاہِ نامدار
سوسوطرح کے رنج تھے اور ایک جانِ زار
دردِ شکم سے رہتے تھے نالاں و بے قرار
کیا بیکسی تھی راحتِ جانِ بتولؑ پر
جاجا کے لوٹتے تھے مزارِ رسولؐ پر

۱۶
گھر سے کہیں نہ جاتا تھا شہزادۂ انام
مصروف تھے خدا کی عبادت میں صبح و شام
منظور ہوگیا شبِ رحلت وہیں مقام
یثرب میں اک مکاں تھا بنا کردۂ امام
رشکِ بہشت غیرتِ باغِ جناں ہوا
اس شب کو وہ مکان تو بس لامکاں ہوا

۱۷
آفت کی رات تھی وہ مصیبت کی رات تھی
وہ سبطِ مصطفیؐ کی شہادت کی رات تھی
زہراؑ و مرتضیٰؑ پہ قیامت کی رات تھی
عالم کے بادشاہ کی رحلت کی رات تھی
گزری قلق میں فاطمہؑ کے نورِ عین کو
ہجرِ حسنؑ میں نیند نہ آئی حسینؑ کو

۱۸
تا نصف شب نہ چشم ہوئی آشنائے خواب
بستر پہ جلوہ گر جو ہوا وہ فلک جناب
داغِ جگر دکھاتا تھا جھک جھک کے ماہتاب
زیرِ زمیں تھا خاک بسر قرصِ آفتاب
تارے زمیں پہ ٹوٹ کے پیہم گرا کئے
چشمِ فلک سے قطرۂ شبنم گرا کئے

اسمّا نے پھر ملادیا پانی میں آکے سم ۱۹ پڑھ کر نماز شب کو جو سوئے شہِ اُمم
بھینا ابھی گلے سے نبیؐ لگے تھے ہم زینبؑ کو چونک کر یہ پکارے بصد الم
رقّت یہ تھی کہ اشکوں سے تر روئے پاک تھا
محبوبِ کبریا کا گریبان چاک تھا

اے بیکس و غریب حسنؑ میں ترے نثار ۲۰ نانا گلے لگا کے یہ کہتے تھے باربار
اماں بلائیں لے لے کے کرتی تھیں مجھ کو پیار پھرتے تھے آکے گرد علیؑ کو نہ تھا قرار
پوچھا جو میں نے آپ کا کیوں رنگ زرد ہے
روکر کہا کہ آج کلیجے میں درد ہے

پایا درست اس کو جو تھا مہر کا مقام ۲۱ فرماکے یہ حسنؑ نے اٹھایا زمیں سے جام
دوڑو بہن کہ کام ہمارا ہوا تمام تھوڑا سا پانی پی کے پکارا وہ تلخ کام
یہ کہتے کہتے زرد رخِ پاک ہوگیا
چلّاتے تھے کہ ہائے جگر چاک ہوگیا

دیکھا کہ لوٹتے ہیں بچھونے پہ مجتبیٰؑ ۲۲ دوڑیں جناب زینبِؑ بے کس برہنہ پا
ہے ہے بہن نثار ہو بھیّا یہ کیا ہوا بولی یہ سر کو پیٹ کے وہ غم کی مبتلا
کیا پھر کسی نے زہر دغا سے پلا دیا
کس نے مرے کلیجے پہ خنجر پھرا دیا

جس کی کوئی دوا نہیں وہ درد ہے بہن ۲۳ بولے امام آہ، نہیں طاقتِ سخن
یہ بے قرار تھے کہ سنبھلتے نہ تھے حسنؑ لپٹی گلے سے بھائی کے روکر وہ خستہ تن
در آیا تھا جو زہر جگر میں امام کے
جھکتے تھے بار بار کلیجے کو تھام کے

تکئے لگا دیئے تھے حرم نے ادھر اُدھر ۲۴ بازو کوکوئی تھامتی تھی اور کوئی سر
فرمایا طشت لاؤ ہوا زہر کا رگر رہ رہ کے کاٹتا ہے کوئی تیغ سے جگر
سینے سے منہ میں ٹکڑے کلیجے کے آتے ہیں
نانا بلا گئے تھے سو دنیا سے جاتے ہیں

زینبؑ نے جلد لاکے رکھا سامنے لگن ۲۵ ہاتھوں سے دل پکڑ کے جھکے سرورِ زمن
آئی جو قے تو کانِ جواہر بنا دہن الماس کھاکے لعل اگلنے لگے حسنؑ
رنگِ زمرّدی کا سبب سب عیاں ہوا
معراج کی حدیث کا مطلب بیاں ہوا

فرماتے تھے حسنؑ کہ بلاؤ حسینؑ کو ۲۶ تھا دم بہ دم یہ حکم کہ لاؤ حسینؑ کو
بھائی کا حالِ زار سناؤ حسینؑ کو ٹکڑے مرے جگر کے دکھاؤ حسینؑ کو
کہہ دو کہ جلد آیئے رحلت کا وقت ہے
سُن جایئے کچھ آکے وصیت کا وقت ہے

فضہ نے جا کے دی شہِ ذی جاہ کو خبر ۲۷ دارِ فنا سے آپ کے بھائی کا ہے سفر
دوڑے حسینؑ چاک گریباں، برہنہ سر دیکھا تڑپ رہے ہیں شہنشاہِ بحر و بر
گرنے لگے زمیں پہ جگر غم سے پھٹ گیا
پھیلا کے ہاتھ بھائی سے بھائی لپٹ گیا

دکھلا کے طشت بنتِ علیؑ نے کیا مقال ۲۸ قربان جاؤں دیکھو یہ ہے مجتبیٰؑ کا حال
امید اب نہیں کہ بچے فاطمہؑ کا لال فریاد ہے تباہ ہوئی مصطفیٰؐ کی آلؑ
اک آن درد سے نہیں بھائی سنبھلتے ہیں
رہ رہ کے اب کلیجے کے ٹکڑے نکلتے ہیں

بھائی کا حال دیکھ کے اٹھّا جگر میں درد ۲۹ لوٹے زمیں پہ گر کے بھری گیسوؤں میں گرد
تر تھا بدن پسینے میں اور ہاتھ پاؤں سرد ان کا تو رنگ سبز تھا اور ان کا رنگ زرد
رعشہ تھا تن میں آنکھوں سے آنسو نکلتے تھے
جھک جھک کے منہ کو بھائی کے قدموں سے ملتے تھے

ہردم لپٹ کے بھائی سے باچشمِ اشک بار ۳۰ چلّاتے تھے کہ آپ کی غربت کے میں نثار
شبرؑ گلے کو چوم کے کہتے تھے باربار میں تجھ پہ صدقے اے مرے نانا کی یادگار
مجھ سے زیادہ ظلم وستم تم پہ ہوئیں گے
ہم قبر میں تمہاری مصیبت کو روئیں گے

بھیّا تمہاری گود میں نکلے گا میرا دم ۳۱ تم دوگے ہم کو غسل وکفن جب مریں گے ہم
ہوگا تمہارے پاس نہ کوئی بجز الم قاتل سرہانے ہوئے گا یا خنجرِ ستم
شبرؑ تو بعد مرگ کے راحت سے سوئے گا
لاشہ تمہارا گھوڑوں سے پامال ہوئے گا

مرتا ہوں یاں وطن میں پہ تم ہوگے بے وطن ۳۲ مرنے کے بعد بھی نہ ملے گا تمھیں کفن
پالوگے تم یتیموں کو میرے بصد محن بچّے تمہارے ہوئیں گے وابستۂ رسن
جاویں گے اہل بیتِ نبیؐ شہر شام میں
سر ننگے ہوں گی بی بیاں بلوائے عام میں

کوزہ اٹھا کے بولے حسینِ فلک جناب ۳۳ دیکھوں تو پی کے میں کہ یہ کس طرح کا ہے آب
بھائی کو لپٹی دوڑ کے زینبؑ جگر کباب تھاما حسنؑ نے دستِ برادر بصد شتاب
جلدی سے پی نہ لے یہ قلق تھا امام پر
اک ہاتھ تھا کلیجے پہ اک ہاتھ جام پر

۳۴ کوزے کو لے کے بھائی سے پھینکا بروئے خاک اتنی زمین ہوگئی گر تے ہی چاک چاک
روکر کہا کروگے اگر آپ کو ہلاک کیوں کر پلیں گے میرے یتیمانِ دردناک
تم آبِ تیغ پی کے زمانے سے جاؤ گے
دودن کی پیاس خنجرِ کیں سے بجھاؤ گے

۳۵ عباسؑ کو بلا کے کہا اے وفا شعار چھٹپن سے تم کو کرتا ہے شبیرؑ دل سے پیار
اورتم بھی ان کے نام پہ سو جاں سے ہوشار حاجت تو کچھ نہیں ہے سفارش کی زینہار
تم شاہِ بے کساں کی رفاقت نہ چھوڑیو
بھائی کا اپنے دامنِ دولت نہ چھوڑیو

۳۶ وقتِ جہاد معرکہ آرائی کیجیئو پیاری نہ جان بھائی سے اے بھائی کیجیئو
لے کر علم کو فوج کی زیبائی کیجیئو پیاسے ہوں اہل بیت تو سقائی کیجیئو
اب ہم توسوئے خلدِ بریں جانے والے ہیں
تم ان کے ساتھ ہو، یہ تمہارے حوالے ہیں

۳۷ بندوں کی طرح قدموں پہ آقا کے سر رہے بھائی پہ تیر آئیں تو سینہ سپر رہے
زینبؑ کی پر دہ داری کی ہر دم خبر رہے شفقت کی اس بھتیجے پہ ہر دم نظر رہے
بیوہ کا لختِ دل ہے نہ یہ دھیان کیجیو
قاسمؑ کو پہلے بھائی پہ قربان کیجیو

۳۸ قاسمؑ کو پیار کرکے کیا اس طرح کلام اس گھر کے تم چراغ ہو روشن ہے تم سے نام
ہیں بر سرِ سفر شہِ مظلوم صبح و شام کیجو وہ کام جس میں رضامند ہو امام
پیارے شہیدِ تیغِ جفا ہوکے آئیو
فردوس میں چچاپہ فدا ہو کے آئیو

مجمل یہ تھا جو تم نے سنا آج میری جاں ۳۹ پہنچو گے کربلا میں تو ہو جائے گا عیاں
لکھ کر کچھ اپنے ہاتھ سے باچشمِ خوں فشاں بازو پہ اس کے باندھ کے پھر یہ کیا بیاں
اس کو سوائے وقتِ مصیبت نہ کھولیو
یہ حرزِ جاں ہے غیرِ ضرورت نہ کھولیو

تھا ایک شاہزادوں میں فرزند خوردسال حاضر حضورِ شاہ میں تھا وہ بھی نونہال
ہاتھوں کو اس کے چوم کے کرتے تھے یوں مقال ۴۰ اے آخری شہید خوشا تجھ پسر کا حال
نازک کلائیاں یہ تری دل سے بھائی ہیں
حوریں ابھی سے گود میں لینے کو آئی ہیں

یہ کہتے کہتے غش ہوئے شاہِ فلک جناب غمگیں تو تھے حسینؑ ہوا اور اضطراب
حاضر تھی روحِ احمدؐ و زہرؑا و بوترابؑ ۴۱ واتھے برنگِ دیدۂ نرگس جناں کے باب
تشریف خلد کو شہِ ذی جاہ لے گئے
جدّ و پدر جو آئے تھے ہمراہ لے گئے

ماتم کی اہلِ بیتؑ رسالت میں تھی صدا ۴۲ برپا تھا شورِ واحسنؑا، وا محمدؐا
سادات کے محلے میں اک حشر تھا بپا بامِ فلک سے آتی تھی ہاتف کی یہ ندا
آلِ نبیؐ سے سبطِ محمدؐ جدا ہوئے
زہرؑا کے آج لعل و زمرّد جدا ہوئے

برپا تھا اہلِ بیتِ محمدؐ میں شور وشَین ۴۳ بہنیں پچھاڑیں خاک پہ کھاتی تھیں کر کے بین
چھاتی پہ ہاتھ مار کے چلاتے تھے حسینؑ اب اٹھ گیا زمانے سے ہم بیکسوں کا چین
بازو ہمارا ٹوٹ گیا وامصیبتا
باپ آج ہم سے چھوٹ گیا وامصیبتا

لاشے کے پاس مادرِ قاسمؑ کا تھا یہ حال ۴۴ رخ زرد اور پھٹا تھا گریباں، کھلے تھے بال
چلّاتی تھی یتیم ہوئے ہائے میرے لال لونڈی نثار اے پسرِ شاہِ ذوالجلال
مدّت کا ساتھ ہائے غضب آج چھُٹ گیا
میں رانڈ ہوگئی مرا اقبال لٹ گیا

غسل وکفن امام کو جب دے چکے امام ۴۵ اور جمع ہو چکے درِ دولت پہ خاص و عام
جس دم اٹھا جنازۂ شہزادۂ انام کرتے تھے انبیائے سلف واں پہ اہتمام
تھے شیثؑ و نوحؑ چاک گریباں کئے ہوئے
الیاسؑ وخضرؑ جاتے تھے کاندھا دیئے ہوئے

عباسؑ و عونؑ، زیدؑ و محمدؑ تھے نوحہ گر ۴۶ قاسمؑ کو تھامے جاتے تھے سلطانِ بحر وبر
اور تھیں پسِ جنازۂ آقائے خوش سیر ازواج و خادماتِ محل سب برہنہ سر
عریاں سروں پہ مریمؑ وحوّاؑ کے ہاتھ تھے
جبریلؑ پا برہنہ جنازے کے ساتھ تھے

جس دم جنازۂ پسرِ شاہِ لافتیٰ ۴۷ پہنچا قریبِ مرقدِ پیغمبرِ خدا
یہ دشمنوں پہ مطلبِ شبیرؑ کھُل گیا یعنی قریبِ مرقدِ سلطانِ انبیاؐ
زیبِ کنار شاہِ رُسل کے مزار ہو
منظور ہے کہ حق کو بہ مرکز قرار ہو

از بس کہ نسل فاطمہؑ سے تھا انھیں عناد ۴۸ بس مستعد وہ ہوگئے سب بر سرِ فساد
محبوبِ حق کے روضے پہ آئے وہ بد نہاد بولے کہ پوری ہونے نہ دیویں گے یہ مراد
یہ گھر ہماری ملک کا ہے اور مال کا
حصہ نہیں ہے اس میں محمدؐ کی آل کا

برہم ہوئے یہ سن کے امامِ فلک جناب ۴۹ تھرّایا جسم غیظ سے آنکھیں ہوئی پُر آب
فرمایا دوگے حشر میں کیا حق کو تم جواب ہے کچھ بھی پاسِ احمدؐ و زہراؑ و بوترابؑ
اوروں کی قبر ہائے نبیؐ کے قریب ہو
پہلو رسولؐ کا نہ حسنؑ کو نصیب ہو

عباسِؑ نامدار کو بھی آگیا جلال ۵۰ اور بھائی بند ہوگئے آمادۂ جدال
قبضوں پہ ہاتھ رکھے تھے شیرِ خدا کے لال کہتے تھے ہم سے لڑسکیں کیا ان کی ہے مجال
ان باغیوں کے زور کو دم بھر میں توڑیں گے
ہمسایۂ رسولِ خدا ہم نہ چھوڑیں گے

اک اک کو روکتے تھے امامِ فلک سریر ۵۱ آنے لگے جنازے پہ جو اُس طرف سے تیر
کانپی زمین ہل گیا صدمے سے چرخِ پیر نکلی لحد سے فاطمہؑ جیب کفن کو چیر
تابوت پر نواسے کے بدعت جو ہوتی تھی
روحِ رسولِ پاک جنازے کو روتی تھی

تابوت پر جو آنے لگے تیر ناگہاں ۵۲ آمادۂ نبرد ہوئے شاہِ انس وجاں
آئی ندائے غیب کہ اے شاہِ بے کساں سر پیٹتی ہے فاطمہؑ زہرا بصد فغاں
جنبش میں اس الم سے محمدؐ کی قبر ہے
اے شیرِ حق کے لال یہ ہنگامِ صبر ہے

واں دی کسی نے زینبِ بے کس کو یہ خبر ۵۳ چلتے ہیں تیرِ ظلم حسنؑ کے جنازے پر
تیغیں کھنچی ہیں غصے میں ہیں شاہِ بحر وبر اٹھ کر لگی وہ پیٹنے ہاتھوں سے ا پنا سر
چلّائی گھر سے مضطرب الحال جاتی ہوں
قبرِ نبیؐ پہ کھولے ہوئے بال جاتی ہوں

۵۴ ڈیوڑھی پہ آئی دخترِ حیدرؑ برہنہ پا
زہرؑا کے گھر میں شورِ قیامت بپا ہوا
ایک ایک سے یہ کہتی تھی آنسو بہا بہا
بکھرے ہوئے تھے بال گریبان تھا پھٹا
غصہ ہے آج فاطمہؑ کے نورِ عین کو
لِلّٰہ کوئی جاکے سنبھالے حسینؑ کو

۵۵ ہم بےکسوں کا اب وہی وارث، وہی ہے شاہ
زخمی کہیں نہ ہو پسرِ ضیغمِ الٰہ
کچھ ان پہ بن گئی تو یہ گھر ہو گیا تباہ
اک بھائی کو تو قتل کیا دشمنوں نے آہ
اب تو حسنؑ سے تا بہ قیامت جدائی ہے
ہے ہے یہی جہاں میں مرا ایک بھائی ہے

۵۶ صدقہ نبیؐ روح کا کیجو نہ کارزار
جا کر کہے جو کوئی کہ اے شاہِ نامدار
ہے ہے نہ مجتبیٰؑ کا بناؤ وہاں مزار
بابا کا صبر یاد کرو تم پہ میں نثار
آرام دو حبیبِ خدا کے حبیب کو
لے جا کے ماں کے پہلو میں گاڑو غریب کو

۵۷ واں لے گئے بقیعہ میں تابوت شاہِ دیں
روکر بیاں یہ کرتی تھی یاں زینبِ حزیں
رویا لپٹ کے قبر سے زہرؑا کا نازنیں
مہرِ سپہرِ دیں ہوا پنہاں تہِ زمیں
محشر بپا تھا نالہ و فریاد و آہ سے
ہفتاد تیر نکلے تھے تابوتِ شاہ سے

۵۸ روضے پہ مصطفیٰؐ کے ہوئے جاکے گوشہ گیر
بھائی کو دفن کرکے وہ شاہِ فلک سریر
آمادۂ سفر ہوا کونین کا امیر
اُن کے بھی قتل کرنے کو درپے ہوئے شریر
راحت کا اس شریف کی نقشہ بگڑ گیا
آباد کربلا ہوئی، یثرب اجڑ گیا

پہنچے جو دشتِ ماریہ میں چھوڑ کر وطن ۵۹ تھوڑے دنوں میں جاکے اٹھائے بہت محن
بے آب و دانہ تھے حرمِ سرورِ زمن　مضطر شبِ دہم کو رہی شاہ کی بہن
بچپن سے انس تھا جو امامِ اُمم کے ساتھ
جاتی تھی جان آمدِ فوجِ ستم کے ساتھ

حسرت سے دیکھتی تھی کبھی شاہ کا جمال ۶۰ بانو کے رانڈ ہونے کا تھا دم بہ دم خیال
چادر گری تھی فرق سے، بکھرے تھے سر کے بال　دل پر گرا تھا شاہ کے کوہِ غم و ملال
یادِ خدا میں سبطِ رسولِ ہمام کو
تھا انتظارِ صبح شہِ تشنہ کام کو

عاشورہ کی سحر کو قیامت ہوئی بپا ۶۱ جنگی دُہُل بجانے لگے رن میں اشقیا
پیاسے رفیق ہوگئے جب شاہ پر فدا　مرنے پہ مستعد ہوئے حضرت کے اقربا
مسلمؑ کے دو یتیم جہاں سے گزر گئے
زینبؑ کے لال برچھیاں کھا کھا کے مرگئے

پایا حسنؑ کے لال نے مرنے کا جب محل ۶۲ جو کہہ دیا تھا باپ نے، اس پر کیا عمل
نیزے کے زخم نے جو دکھایا رخِ اجل　ٹاپوں سے راہواروں کی لاشہ گیا کچل
بے جاں تڑپ تڑپ کے وہ گل پیرہن ہوا
تازہ دلِ حسینؑ پہ داغِ حسنؑ ہوا

جی چاہتا ہے حال زیادہ ہو کچھ رقم ۶۳ رکتا ہے خوفِ طُول سے اب توسنِ قلم
کس کو نہیں انیسؔ جہاں میں یہ درد و غم　ہر اک کے دل پہ لگتے ہیں سو نشترِ الم
دو دو ملیں گے ساغرِ نہرِ لبن تجھے
ہے بے ریا ولائے حسینؑ و حسنؑ تجھے